از امام ولی اللہ دہلوی رح

حسنِ نیّت! رضائے الٰہی کا ذریعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصولِ دین میں سے ایک اصل یہ ہے کہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے حسنِ نیت کے معنی یہ ہیں کہ انسان ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا ارادہ کرے خواہ اس کی صورت یہ ہو کہ توحیدِ الٰہی کا عقیدہ راسخ ہو چکا ہو اور اس کے نتیجے کے طور پر وہ اللہ تعالیٰ کی عبادات میں مشغول رہتا ہو، یا یہ صورت ہو کہ اپنی حاجتوں کو پورا کرنے کے لیے وہ بارگاہِ ایزدی میں دامنِ سوال پھیلاتا ہو یا یہ صورت کہ اس کی عبادت اور دیگر اعمالِ حسنہ کا محرک مصائب کے پیش آنے کا اندیشہ یا دنیاوی فتوحات میں کامرانی کی توقع ہو یا آتشِ دوزخ سے خوف اور نعیمِ جنّت کی آرزو پیشِ نظر ہو یا محض شارع کی تقلید سے وہ ایسا کرتا ہے اور اس کا ایمان ہو کہ ان عبادات کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور جس چیز کا شارع نے حکم دیا ہے اس کا عمل میں لانا لازم ہے یہ سب امور رضائے الٰہی کے ضمن میں آتے ہیں۔

(البدور البازغہ مترجم صفحہ ۲۰۶)

از امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی رح

قرآنِ کریم کا نظامِ فطرت

قرآنِ حکیم جو نظام پیدا کرنا چاہتا ہے اس کا مقصد کیا ہے؟

وہ یہ بات انسانوں کے ذہن نشین کرنا چاہتا ہے کہ انسانوں پر حکومت صرف اللہ تعالیٰ کی ہو سکتی ہے دوسرے لفظوں میں وہ قیصریّت اور کسرویّت یعنی شہنشاہیت اور چند امراء کی حکومت کو توڑ کر ان کی جگہ ایسی حکومت پیدا کرنا چاہتا ہے جس کا مرکز اور محور قرآن ہی کا قانون ہو اور اس کے سوا وہ کسی قانون کے مانے جانے کو برداشت نہیں کرتا کیونکہ ایک شخص کے لیے ایک خاندان کے لیے یا ایک بڑے قبیلے کے لیے یہاں تک کہ ایک قوم کے لیے قانون تو شاید عقلمند انسان بنا سکیں لیکن کل قومی قانون خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں دے سکتا کیونکہ وہی تمام قوموں کی ضرورتوں اور ذہنیتوں کو جانتا ہے جن کا جاننا کسی ایک انسان کے بس میں نہیں ہے اور نہ کوئی جماعت یہ کام کر سکتی ہے پس اس بین الاقوامی قانون کا نوعِ انسانی میں چلنا ضروری ہے تاکہ نوعِ انسانی اپنی طبعی رفتار پر ترقی کرتی رہے۔ (قرآنی دستورِ انقلاب صفحہ ۸)